# استاذ الحفاظ والقراء قاری محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ

فضیلۃ الشیخ محمد ارشد حفظہ اللہ تعالیٰ جامعہ سلفیہ

اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها (الرعد؛41)

موت العالم مصیبة لا تجبر و ثلمة لا تسد و قیل موت العالم موتا للعالم

قاری محمد رمضان صاحب انتہائی عظیم انسان تھے کیونکہ جو عباد الرحمان کی صفات ہیں وہ ان کے اندر موجود تھیں۔ میں نے موصوف شیخ کو ہمیشہ خوش اخلاق اور ملنسار پایا۔ طلباء کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ طلبہ کو ہمیشہ عزت دیتے اور ان کا اکرام کرتے۔

**مثالی استاد** :۔ قاری صاحب ''شعبہ تحفیظ القرآن کے انتہائی پختہ اور بارعب استاد تھے جن کے تلامذہ دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات اور خوبی ان میں یہ بھی تھی کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ رابطہ رکھتے تھے۔ قاری صاحب اپنے شاگردوں کے ساتھ اس قدر شفقت فرماتے کہ شاید ہی اس کی مثال ملے! ایک لڑکا ابوبکر ساکن نگہبان پورہ اس نے مجھے بتایا کہ شعبہ حفظ کے دور چلے جانے کی وجہ سے میرے والد صاب نے ان کے تلمذ سے منع کر دیا تو قاری صاحب خود ہمارے گھر تشریف لائے اور کہنے لگے میں اپنے بیٹے کو اپنی سواری پر لے جایا بھی کروں گا اور چھوڑ بھی جایا کروں گا۔

**استاذ الحفاظ والقراء**؛ موصوف شیخ کا میرے ساتھ بہت گہرا پیار بھرا تعلق تھا۔ جامعہ کا ادنیٰ سا خادم ہونے کی وجہ سے قاری صاحب اکثر مجھے پروگرامز میں لے جایا کرتے تھے اور وہاں مجھے میری سوچ سے بھی زیادہ عزت دیا کرتے۔ یہاں تک کہ وہ میرے تعارف میں ایسے الفاظ بھی بول دیتے کہ شاید یہ بندہ ناچیز ان کا اہل بھی نہ ہوتا یہ تھی ہمارے شیخ کی ہم سے محبت اور دلی لگاؤ کی کیفیت جس پر ہم فخر محسوس کرتے ہیں کہ موصوف شیخ جیسی عظیم ہستی ہم سے اتنا

پیار کرتے ہیں یہ ہی نہیں بلکہ جامعہ کے محسنین کو اکثر کہا کرتے تھے اگر مجھ سے ملنا ہو اور میں موجود نہ ہوں تو راقم کا نام لے کر بتا دیتے کہ ان سے مل لیا کرو۔

**قرآن سے تعلق**: محترم قاری محمد رمضان کا قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ ہمیشہ آپ کی زبان تلاوت کلام الٰہی سے مشغول رہتی تھی۔

**وفات**: قاری صاحب کا جس دن انتقال ہوا اسی دن 10.30 صبح کے وقت راقم کو فون کیا اور فرمانے لگے" کیا حال ہے؟" جواب میں راقم نے کہا کہ "الحمد للہ اللہ کا کرم اور فضل ہے' آپ حکم فرمائیے" فرمانے لگے "اللہ آپ کو خوش رکھے! اللہ آپ سے دین کا کام لیتا رہے۔ میں نے کہا استاد جی حکم فرمائیے! تو آپ نے فرمایا "بس آپ سے بات کرنے کو جی چاہ رہا تھا" تھوڑی ہی دیر بعد 10.45 پہ پرنسپل جامعہ سلفیہ پروفیسر چوہدری یاسین ظفر حفظہ اللہ کو موصوف شیخ کی طبیعت سے آگاہی کا فون آیا اور بتایا گیا کہ قاری صاحب کی طبیعت ناساز ہوتی جا رہی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا قاری صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ تو پرنسپل صاحب علی الفور اپنی گاڑی پہ نکلے اور مجھے بھی حکم کیا کہ عبداللہ گارڈن جلد پہنچو! تو میں اور مولانا جہانگیر صاحب موٹر سائیکل پہ نکلے اور چند ہی لمحوں میں عبداللہ گارڈن پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ان کو ان کے بیٹے رضوان کو پایا جب ہماری نظر آپ کے نورانی چہرے پہ پڑی جوں ہی میں نے آپ کے پاؤں کو بندھا ہوا پایا تو زمیں پاؤں تلے سے کھسک گئی اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

**قابل رشک منظر**: قاری صاحب نے بچوں سے قرآن مجید سنا اور چھٹی دے دی اور پھر خود وضو کر کے قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف ہو گئے تو اچانک طبیعت خراب ہو گئی تو مصحف شریف کو سرہانے رکھ دیا تو میں نے قاری حفیظ الرحمان صاحب سے پوچھا کہ قرآن حکیم کو سرہانے پہ کس نے رکھا تو ان سے لاعلمی کا جواب ملا تو معلوم ہوا کہ

"قاری صاحب کے اخری لمحات بھی کلام پاک کی تلاوت میں گزرے ہیں"

☆......☆......☆......☆